

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ الوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

رقت قلبی، خشیت الہی اور یاد آخرت (قرآن و سنت کی روشنی میں)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
المر یأمن للذین آمنوا ان تغشع قلوبهم لذكر الله و ما نزل من الحق ولا یكون کا الذین اوتوا الكتاب
من قبل فطال علیهم الا مدغفست قلوبهم و کثیر منهم فاسقون (سورۃ حدید۔ ۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی فصاحت اور جو دین حق من
جانب اللہ نازل ہوا اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جن کو ان سے قبل آسانی
کتاب ملی تھی (یعنی یہود و نصاریٰ) پھر اسی حالت میں ان پر دراز زمانہ گزرا (اور توبہ نہ کی) پھر ان کے دل خوب
لادینی میں سخت ہو گئے۔ اور بہت سے افراد ان میں آج کافر ہیں۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رجلاً شکى النبی ﷺ قسوة قلبه قال امسح رأس
المیتیم و اطعم المسکین (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول ﷺ سے اپنے دل کی سختی کا ذکر کیا تو
آپ نے فرمایا کسی یتیم کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ پھیر اور کسی مسکین کو کھانا کھلا۔

سخت دلی کا علاج: محترم حاضرین میں نے آپ کے سامنے سورۃ حدید کی آیت کریمہ اور حدیث
پاک تلاوت کی۔ جس میں انسان کی دل کی سختی کا تذکرہ اور علاج بتایا گیا ہے۔ انسان کے بدن میں سب سے قیمتی
کھڑا دل ہے اگر اس دل کی حرکت چند دن سکیڑ کیلئے رک جائے انسان اس دار فانی سے رخصت ہو کر صرف ایک
بے حس لاش کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے اسکا تعلق آخرت سے ہے یوں سمجھ لیں انسانی بدن کے جتنے اعضاء ہیں
ہاتھ، پیر، آنکھ، کان وغیرہ دنیاوی اعضاء ہیں مختلف دنیاوی امور میں استعمال ہوتے ہیں۔ مگر حلال و حرام کی تمیز
نہیں کر سکتے۔ ہاتھ ہے تو اچھے اور حلال چیز اور کام کی طرف بھی بڑھتے ہیں اور برے اور حرام اشیاء کی طرف بھی۔
پاؤں کا استعمال مسجد اور دین کے کام کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور سینما، جوا خانہ اور بدکاری کے اڈوں کی طرف بھی۔
آنکھ کی بھی یہی کیفیت ہے حلال اور جائز کا اہم ترین آلہ ہے۔ اس سے انبیاء، علماء، صلحاء، اقیاء، بزرگوں کی اقوال،
قرآن مجید و حدیث، آذان و تکبیر کو حضرت انسان سنتا ہے۔ مگر بدطینت لوگ اسی کان کو گانے بجانے، اوروں کی

غیبت کے سننے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

دل بہترین مفتی: لیکن یہ دل ہی ہے کہ اسکا تعلق رب ذوالجلال اور آخرت سے ہے۔ یہ انسان کا سب سے اعلیٰ اور مرکزی حیثیت حامل عضو صرف حق کو قبول کر کے غیر شرعی اور حرام کو ہرگز قبول نہیں کرتا آپ اگر کوئی نیکی اور اچھائی کا کام کرتے ہیں تو یہ فوراً اسے قبول کر کے سکون، خوشی اور اطمینان سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اگر کوئی گناہ یا برائی کا ارادہ کرنے لگتا ہے تو دل اسے ناپسند کر کے منع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلئے حدیث میں آتا ہے ”استغفرت قلبک فان قلبک عہد المفعی“ کام کا ارادہ کر لو تو دل سے پوچھو کہ یہی بہترین مفتی ہے۔

کثرت معاصی، قساوت قلب: عرض یہ کر رہا تھا کہ دل سخت ہو جاتے ہیں گناہوں کی وجہ سے اور ان کو زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتی ہے قرآن مجید کے اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے ”کلاہل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون“ ان کے یعنی کفاروں کے دلوں میں ان کے کفر کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے بنی اسرائیل پر جب پے در پے واقعات کا کچھ اثر نہ ہوا تو مالک الملک نے انکا تذکرہ اس طرح فرمایا۔

ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کا الحجارۃ اواشد قسوة وان من الحجارۃ لما یضجر منه الالہار وان منها لما یشق فیخرج منه الماء وان منها لما یہبط من حشمة اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون (البقرہ ۷۷)
ترجمہ: ایسے سخت واقعات کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہی رہے تو (یوں) کہنا چاہیے کہ ان کی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے بڑی بڑی نہریں پھوٹ کر بہتی ہیں اور انہی پتھروں میں بعض ایسے ہیں کہ جو چیر ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا سی) پانی نکل جاتا ہے اور انہی پتھروں میں بعض ایسے ہیں جو خدا کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

دل کی سختی عذاب الہی: معزز سامعین قساوت قلب کو اگر اللہ کی طرف عذاب کہیں تو بھی مضائقہ نہیں ورنہ سزا تو ہے ہی۔ اور اس سے بڑھ کر محسوس کیا ہو سکتی ہے اسکے مقابلہ میں دل کی نرمی، شفقت و محبت اللہ کی طرف سے نعمت اور بہت بڑھا عطیہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

نرمی و مہربانی، احسان الہی: وعن عائشہ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ قال ان اللہ رفیق یحب الرفق یعطى علی الرفق ما لا یعطى علی العنف وما لا یعطى علی ماسواہ روا مسلم و فی رواہ لہ قال لعائشہ علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش ان الرفق لا یكون فی شئ الا زائہ ولا یعزہ فی شئ الا شانہ
ترجمہ: حضرت عائشہ روایت فرما رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے اور نرمی کو

پسند کرنے والے ہیں نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور اسکے علاوہ اور کسی (چیز) پر نہیں دیتا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا نرمی اختیار کرو سختی اور خش کلامی سے بچو کیونکہ نرمی شے کو حسین بنا دیتی ہے اور سختی شے کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نرمی، مہربانی اور آسانی کو پسند فرماتے ہیں اور بدلے میں وہ اجر و ثواب دیتا ہے جو کسی اور شے پر نہیں دیتا ایک جگہ آپ ﷺ نے نرمی اور رفق کے بارہ میں فرمایا

وعن جریر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یحرم الرفق یحرم الغیر (مسلم)

ترجمہ: حضرت جریر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ خیر سے ہی محروم کر دیا گیا جب انسان کا دل سخت اور بے رحم ہو جاتا ہے اس پر وعظ و نصیحت، تعلیم و تذکیر، واعظ کا بیان و تقریر کچھ اثر نہیں کرتا چنانچہ گناہوں کے سبب ایسا ہوتا ہے۔

گناہ کا اثر، دل پر سیاہ داغ: کتابوں میں لکھا ہے کہ جب بندہ گناہوں کا کام کرتا ہے۔ تو دل پر سیاہ داغ بن جاتا ہے جو کہ نکتہ کی شکل میں ہوتا ہے اب اگر مومن توبہ کرے تو وہ گناہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے دو بارہ گناہ کرے تو دوسرا سیاہ داغ دل پر بن کر مسلسل گناہوں سے پورے دل پر گناہوں کی وجہ سے سیاہ خول بن کر پورا دل تاریکی میں ڈوب جاتا ہے۔ یہی خلاصہ ہے اس آیت کریمہ کا ”کلاہل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون“ بدن کی درستگی کا دار و مدار: اور اسکی نشاندہی سرکارِ دو عالم نے اس ارشادِ گرامی میں بھی فرمائی۔

الا ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب
ترجمہ: یعنی انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح نہیں تو پورا بدن ہی فاسد ہے اگر وہ درست ہے تو پورا بدن درست ہوگا آپ نے فرمایا ”الا وہی القلب“ یعنی وہ گوشت کا ٹکڑا انسان کا دل ہے جسمیں رب العزت سکونت پذیر ہوتا ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ”لا یسعی ارضی ولا سماء ی ولكن یسعی قلب مومن“ ترجمہ: زمین و آسمان میں میں سے نہیں سکتا جبکہ مومن کے دل میں آسکتا ہوں مطلب یہ کہ اللہ کی کبریائی اور بڑائی ماسوائے مومن کے دل کے کسی اور چیز میں نہیں آسکتی ابھی کچھ دیر قبل آپ حضرات کو گناہوں کے برے تاثیر کا ذکر کر چکا ہوں جسکے بارہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا اخطأ خطیئۃ نکثت فی قلبہ نکثۃ سوداء فانما فزع واستغفر اللہ و تاب صعل قلبہ فان عاد زید فیہا حتی تعلو علی قلبہ وهو (الران) الذی ذکر اللہ فی کتابہ کلاہل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون (ترمذی قرطبی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم ﷺ کے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مومن جب گناہ کرتا ہے

تو اسکے دل پر ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے ڈر جاتا ہے اللہ کی مغفرت طلب کر لیتا ہے تو دل سے گناہ کا نکتہ دور ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ میں زیادتی کرتا ہے تو وہ نکتہ بڑھ کر یہاں تک کہ دل کو گھیر کر اسپر جما جاتا ہے یہ وہی ”ران“ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے اور یہ زنگ پے در پے گناہوں کا ارتکاب کرنے ہی کا نتیجہ ہے۔ بہر حال قلوب کو زنگ لگ جاتا ہے لیکن اس کا علاج بھی آنحضرت ﷺ نے بتا دیا کاش ہم اسپر عمل کر کے اپنے آپ کو بدلیں۔

موت کی یاد: معزز دوستو جیسے کہ آپ نے خطبہ کے ابتداء میں دل کو نرم کرنے کیلئے حضور اکرم ﷺ نے یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے کا نسخہ بیان فرمایا اسی طرح قلوب کو اسلامی احکامات اور اعمال کی طرف متوجہ کرنے کا ایک اور نبوی نسخہ بتا دیا اور وہ ہے کبھی کبھی موت کی یاد اور تذکرہ بھی ہے۔ اللہ جل جلالہ کی عظمت و جلال کا معلوم کرنا بھی ہے اس کی تشریح مرشد اعظم کے طویل حدیث میں موجود ہے۔ جس کا ذکر کرنا میرے اور آپ کے عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ حضور ﷺ کا یہ واقعہ ذکر کر رہے ہیں ایک بار آنحضرت ﷺ حسب معمول نماز کیلئے باہر تشریف لائے لوگوں کو دیکھا وہ کسی بات پر ہنس رہے تھے آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا اگر تم لذتوں کو مٹانے والی چیز کا تذکرہ کرتے تو وہ تمہیں اس سے روک دیتا (یعنی ہنسی اور لا پرواہی) لذتوں کو مٹانے والی موت کا تذکرہ کیا کرو۔ اسلئے کہ قبر پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا کہ وہ آوازیں دے کر اس طرح نہ کہتی ہو ”میں غربت کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں میں کیڑوں اور سانپوں کا گھر ہوں۔ جب مومن بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر مرحبا احلا وسلا کہہ کر اس کا استقبال کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو اپنے گھر میں آیا ہے اور جو لوگ میرے پشت پر چلتے ہیں ان میں تو مجھے پیارا تھا اب جب میں تیری ذمہ دار بنی اور تو میرے ہاں آیا تو اپنے ساتھ سلوک دیکھ لو گے۔ پھر وہ قبر حدنگاہ تک وسیع ہو جائے گی اور اس خوش قسمت بندہ کیلئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جائیگی۔ جس سے وہ جنت کی نعمتوں کا دیدار کر کے سکون و راحت محسوس کریگا۔ اسکے مقابلہ میں جب ایک فاجر و فاسق اور کافر انسان قبر میں دفن کیا جائے گا۔ تو قبر اسے کہے گی تمہیں کوئی مرحبا اور خوش آمدید نہیں تو میرے پشت پر چلنے والوں میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا۔ اب جب میں تیری ذمہ دار بنی ہوں اور تو میری طرف لوٹ کر آیا ہے تو تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لو گے۔ پھر وہ قبر سکر تک ہو جائے گی یہاں تک کہ مردہ کے بدن کی ایک طرف کی پسلیاں دوسرے طرف کی پسلیوں میں غم ہو جائیگی یہ ذکر کرتے ہوئے آنحضرت نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کے انگلیوں میں داخل کر کے اشارہ فرمایا اور اس پر ۱۷۰ اڑدھے مسلط کر دیئے جائیں گے وہ ایسے سانپ ہونگی کہ اگر ان میں سے ایک اڑدھا بھی قبر سے نکال کر روئے زمین پر پھینک دیا جائے تو جنتی دنیا تک زمین پر گھاس و

فصل وغیرہ کا نام و نشان مٹ کر آئندہ کچھ نہ اُگے گا وہ سانپ اسے کاٹنے اور لوپٹے رہیں گے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گھڑوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ اگر ہم اور آپ اس حدیث پر غور کریں اور اس سے عبرت حاصل کر لیں جس سے دل زندہ ہو کر نرم ہو جائیں تو آخرت کی رغبت ہو کر دنیا کی طرف جھکاؤ ختم ہو جائے گا۔

فضیل بن عیاض کا واقعہ: محترم دوستو فضیل ابن عیاض جکا واقعہ ہمارے لئے عبرت کا بہت بڑا سامان مہیا کرتا ہے۔ توبہ کرنے سے پہلے بہت بڑے ڈاکو تھے ایک عورت جو کہ لوٹڑی تھی پر عاشق تھے ایک دن وہ اسکی گھر کی دیوار کو پھلانگ رہے تھے کہ ایک ہاتھ غیب سے جو آیت ابتداء میں ذکر کی تلاوت سنی یعنی اللہ یان للذین آمنوا ان تعشع قلوبہم لذكر الله الا یہ (ترجمہ) کیا ایمان والوں کیلئے (اب بھی) اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کی طرف جھک جائیں آپ نے کہا کیوں نہیں وہ وقت آگیا ہے پھر اسی وقت توبہ کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر بہت بڑے ولی اللہ بن گئے۔

جاہ جلال کے خواہش مند: حضرت امام سفیان بن عیینہ جو امام ابو حنیفہؒ کے چہیتے شاگرد ہیں آپ کو دیکھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اس مقام پر پہنچتے تھے دوسرے طرف ہم لوگ ہیں کہ دنیا کی لذتوں میں حصہ تن منہک ہیں پوری توجہ دنیا کمانے، سونا چاندی کا ڈھیر لگانے، بینک بیلنس بڑھانے، عزت، منصب اور جاہ و جلال کے خواہش مند ہیں قبر، حشر، حساب کتاب، اعمال صالحہ، پل صراط کی باریکی سے سب غافل ہیں کسی کو ذکر اللہ اور عبادت کی فرصت نہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا وقت کسی کے پاس نہیں۔ دھوکہ اور فریب میں زندگی گزار دی ہے۔ مجالس ذکر، وعظ و نصیحت تبلیغی جماعت سے کوسوں دور بھاگ رہے ہیں دنیا تو چند روزہ اور فانی شے ہے۔ اسکی رونق، شادی، بھل پھول، کھیل تماشے، اقتدار و منصب کی لالچ سب جلدی ختم ہونے والے ہیں آپ لوگ دیکھ رہے ہیں۔

کل کا وزیر آج کا اسیر: کل جو مطلق العنان حکمران تھے آج جیل میں پابند سلاسل ہیں۔ کل کا وزیر اعظم آج کا مجرم اعظم ہے یہ سب دوڑ دھوپ اس حقیر لاشی دنیا کمانے کی خاطر کیا کر رہا ہے حالانکہ رب العزت کے ہاں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں یہ مجرم کا پر اور دھوکے کا گھر ہے۔

دنیا کی مثال: ایک دفعہ آپ ﷺ کا کسی مکان پر گزر ہوا جہاں گندگی کے ڈھیر پر بکری کا مردہ، کان کٹا بچہ پڑا ہوا تھا دیکھ کر فرمایا عن جابر ان رسول ﷺ مر یجدی اسک ممتۃ قال ایکھم یحب ان هذا لہ بدوھم فقالوا ما نحب انہ لنا بشیء قال فوالله للذین اھون علی الله من هذا علیکم (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول ﷺ کا ایک دفعہ گزر بھڑ کے ایک کان کٹے مردہ بچہ

کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا کون شخص اسے ایک درم میں لینا پسند کرتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی پسند نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جتنا یہ (مردہ اور بے کار بچہ) تمہارے نزدیک حقیر ہے اس سے کہیں زیادہ دنیا اللہ کے نزدیک غیر پائیدار اور حقیر ہے۔

مغرب کی تقلید: اس حقیر اور رذیل دنیا کی خاطر مسلمان ایک دوسرے کا خون بہانا اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہیں چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان ہمارا معمول بن گیا ہے وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے آخرت کو بھول کر دنیا کو سب کچھ جانا۔ اسلام اور اسکے سنہرے تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈالکر مغرب کے بے ہنگم، مادر پدر آزاد تہذیب اور ثقافت کو اپنا متاع عزیز سمجھ لیا ہے جس نے مسلمانوں کے اندر گناہوں، لاپرواہی اور غفلت کا بیج بو کر مسلم امت کو گناہوں کی بندگی میں پھنسا دیا ہے۔ ہم تو اس حد تک گمراہی کے سرحدات کو چھو رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی دعا اگر قبول نہ ہوتی من حیث القوم یہود و نصاریٰ کی طرح قتلنا لہم کو نوالہ دے عاصمین کا مصداق بن جاتے۔ جو حشر کہ ان اقوام کی انسانیت سے ذلیل بندر بن کر ہوا۔ ان نام کے مسلمانوں کا وہی انجام ہوتا۔

نفسانی خواہشات اور آخرت کی تیاری: محترم سامعین اس پورے تقریر پر عمل اور حضور ﷺ کے اس جامع ارشاد پر غور و فکر کیا جائے تو ہماری حالت بدل سکتی ہے عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اخوف ما اتخوف علی امتی الہوی و طول الامل فاما الہوی فہصد عن الحق و ما طول الامل فہنسی الاخرة و ہذہ الدنیا مرتحلة ذامبة و ہذہ الاخرة مرتحلة قائمة و لكل واحد منهما بنون فان استطعتم ان لا تكون من بنی الدنیا فافعلو فانکم الیوم فی دار العمل و لا حساب و انتم غدا فی والاخرة و لا عمل (رواہ البہیقی)

آنحضرت ﷺ نے ایک ہار صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ خواہشات نفسانیہ اور لمبی لمبی امیدوں کا ہے خواہشات حق سے روکتی ہے اور طویل امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور یہ دنیا کوچ کرنے والی اور ختم ہونے والی ہے اور یہ آخرت کوچ کر کے آنے والی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے کچھ بیٹے ہیں اور اگر تم سے ہو سکے تو دنیا کے بیٹے نہ بنو کیونکہ آج تم دار العمل میں ہو جہاں حساب نہیں اور کل مرنے کے بعد تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں حساب ہوگا آپ حضرات ہمیشہ کیلئے قرآن کے روشنی میں سنتے جا رہے ہیں کہ اس دار العمل (یعنی دنیا) میں جو کچھ عمل کیا وہ روز قیامت اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ خواہ وہ عمل ذرہ برابر کیوں نہ ہو ہمیں اپنے روزانہ کے معمولات سے کچھ وقت خلوت میں نکال کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا ہوگا جہاں اصلاح کی ضرورت ہو درنگی کرنی ہوگی اپنی خامیوں کے لئے رب العالمین کے آگے تادم و شرمسار ہو کر اگلے وقت کیلئے توبہ کرنا لازمی ہے۔ رب العزت ہم سب کی قلبی تسادۃ کو دور فرما کر ہمیں راہ حق پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔